رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور پتہ پر ہو

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۳ | ۱۵ اگست ۱۹۱۵ء | بروز یکشنبہ | مطابق ۳ شوال ۱۳۳۳ھ | نمبر ۲۳

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بفضلہ اچھی ہے۔

اخویم مکرم مفتی محمد صادق صاحب سلمہ ربہ و مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل جالندھر سے واپس قادیان تشریف لے آئے ہیں۔

خاندان نبوت میں ہر طرح سے خیر و عافیت ہے فالحمد للہ۔

میر قاسم علی صاحب دہلوی مہاجر قادیان دارالامان اجراء اخبار کی تیاری میں مصروف ہیں انشاء اللہ جلدی ہی جاری ہونے کی امید ہے۔

عید فنڈ اور صدقہ فطر وغیرہ کا روپیہ جسقدر جلدی ہو سکے احباب قادیان بھیجنے کی کوشش کریں کیونکہ خزانہ صدر انجمن میں آجکل روپیہ کی بڑی ضرورت ہے اس سے پہلے پرچہ میں بھی اطلاع دی جا چکی ہے احباب اس کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

اخبار احمدیہ

جالندھر میں مفتی محمد صادق صاحب نے پہنچ کر بشمولیت مولوی فاضل محمد اسمٰعیل صاحب و مولوی فاضل محمد اسحٰق صاحب شہر کے علماء اور تعلیم یافتہ رؤسا کو تبلیغ کی۔ اور پادری صاحبان کے ساتھ کچھ مباحثات ہوئے۔ تبلیغی ملاقاتوں کا شہر میں اچھا اثر ہوا۔ اور بعض لوگوں کی خواہش پر یہ قرار پایا کہ مفتی صاحب عید کے بعد پھر کسی دن تشریف لاویں۔ اور ان کا ایک لیکچر شہر کے وسط میں ایک جگہ کرایا جائے۔

ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ سے ماسٹر عبدالعزیز صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ یہاں تمام مذاہب کے لوگوں نے سلطنت انگلشیہ کے حق میں دعائے خیر مانگنے اور اظہار خیر خواہی وغیرہ کے لئے متفرق طور پر جلسے کئے۔ اور ایک متفقہ جلسہ سب کیطرف سے ہوا۔ اہل اسلام کیطرف سے ماسٹر صاحب موصوف نے تقریر کی۔ اور لوگوں کو بتایا کہ صرف دو موقعوں پر ہر مذہب کے لوگ جمع ہو سکتے ہیں۔ ایک جسوقت نبی کی بعثت ہو اور دوسرے بادشاہ کی غمی و خوشی کے موقعہ پر۔ اسی ضمن میں أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ کے ماتحت گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی تاکید کی۔ اور ساتھ ہی ترکوں کی نادانی بتلائی۔ کہ انھوں نے ناحق اپنی قوم کا خون کیا ہے اور گورنمنٹ انگلشیہ کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور پھر بتایا کہ ترک شائد اس خیال سے لڑتے ہونگے کہ ہم مکہ کی حفاظت کرتے ہیں حالانکہ یہ خیال غلط ہے۔ اور اصل میں مکہ معظمہ ہی انکی حفاظت کرتا ہے اور مکہ معظمہ کی حفاظت کا خود خدا ذمہ وار ہے۔ اسکے بعد گورنمنٹ انگلشیہ کی فتحیابی کے لئے دعا کی گئی۔

پنڈ عزیز ضلع گجرات سے میاں دولت علی صاحب لکھتے ہیں کہ میں بعض مشکلات میں ہوں احباب انکے لئے دعا کریں۔

علی پور تحصیل بھیرہ سے میاں غلام رسول صاحب لکھتے ہیں

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا

فتاویٰ احمدیہ

نزول عذاب اور فائدہ ایمان

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے دریافت کیا کہ اکثر لوگ طاعون اور ہیضہ وغیرہ کو عذاب کہتے ہیں لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسا عذاب ہے جسکے آنے کے وقت ایمان فائدہ نہیں دیتا۔ حالانکہ اسوقت تو عذاب کے آنے پر لوگ کثرت سے سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں +

جواب قرآن شریف میں دو قسم کے عذابوں کا ذکر ہے ایک کی نسبت تو فرمایا ولنذیقنھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون اور دوسرا عذاب وہ ہے جس کے نزول کے وقت ایمان فائدہ نہیں دیتا۔ دونوں کی تطبیق اس طرح ہوتی ہے کہ عذاب کی اصل غرض تخویف اور انذار ہوتی ہے۔ عذاب جب دنیا میں نازل ہوتا ہے تو اسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ حق کو قبول کریں مگر عذاب کسی خاص شخص کی ہلاکت کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے اردگرد عذاب نازل ہو کر ان کو ڈرایا جاتا ہے یا خود انھیں دکھ میں مبتلا کیا جاتا ہے جو باعث ہلاکت نہو پھر ایک عذاب ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے جو اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتا اور وہ اسکی ہلاکت کیلئے ہوتا ہے اور جب وہ عذاب اپنے وقت مقررہ پر پہنچ جاتا ہے تب توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اسکی مثال فرعون کے عذاب ہیں۔ پہلے مختلف عذاب آنے کی یہ غرض تھی کہ وہ بچ جائیں اس لئے کبھی تو بچے مر گئے کبھی طوفان آگئے کبھی قحط پڑ گیا کبھی ٹڈیوں کے ذریعہ سے اس کا ملک تباہ ہوا جب اس نے کسی طرح نہ مانا۔ تو ہلاکت کا عذاب آیا جو غرق کی صورت میں تھا اور اس وقت اس کے ایمان نے اس کو فائدہ نہ دیا +

تصویر کی توہین اور فتوائے اخراج

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ ایک احمدی نے مندرجہ فتویٰ دیا ہے:۔ ہم تصویر کو بالکل ناجائز سمجھتے ہیں۔ اگر مرزا صاحب کی تصویر کو خراب کیا جائے یا جلایا جائے تو کوئی گناہ نہیں یا خراب غلیظ جگہ پر پڑی ہو تو کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ کیا یہ فتویٰ صحیح ہے اگر نہیں تو اسے جماعت سے خارج کریں؟

جواب ہماری جماعت فتوے دینے والی جماعت نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے علم کی کمزوری کی وجہ سے غلط فتویٰ دیتا ہے تو ہم اتنا ہی کہینگے کہ اس نے غلطی کی جس بات پر اس کو بولنے کا حق نہیں تھا۔ ایسی وہ بولا۔ نہ یہ کہ اس کو احمدیت سے خارج کر دیں یا کافر قرار دیدیں۔ حضرت صاحب کی تصویر کو جو شخص جان بوجھ کر ہتک کے لئے بگاڑتا ہے درحقیقت وہ حضرت مسیح موعود کی ہتک کرتا ہے اور اگر وہ شخص اس کو اس لئے جلاتا یا پھاڑتا ہے کہ اس کے ذریعہ شرک پھیلنے کا خطرہ ہو۔ تو وہ ایک ثواب کا کام کرتا ہے۔ فتویٰ دینے والے نے جس نیت سے فتوے دیا ہے اس کا حال خدا تعالیٰ جانتا ہے ہم تو دلوں کا حال نہیں جانتا +

خبریں

جنگ

صوبجات بالٹک میں روسی اپنی پسپائی کے وقت قدم قدم پر سختی سے غنیم کا مقابلہ کرتے ہیں۔ انھوں نے ریگا سے جانب جنوب میں میل کے علاقہ میں دشمن کے تلوے اُکھاڑ دیئے ہیں پونیویز کے مشرق میں سڑکوں پر جنگ جاری ہے اور آمیں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں ہوئی۔ جرمنوں نے دریائے تیمن کے بائیں کنارے فرسٹ لائن کے مورچہ پر حملے کئے۔ مگر اگلے دن ان کو جاری نہ رکھ سکے۔ اوسووکیس کے گڑھ مورچوں پر بھی غنیم نے دھاوے کئے جن میں اُس نے بڑی آگ برسائی اور دم گھوٹنے والی گیس کے دل بادل چھا دیئے۔ دشمن نے جنگی کارروائی کو دریائے بور کے شمالی کنارے پر مقام سوسینا کے قریب تک پہنچا دیا تھا مگر بعد میں اسکو ہٹا دیا گیا اور ۶۔ اگست کو اس نے کوئی حملہ نہیں کیا +

تازہ پیغامات برقی مرسلہ صاحب وزیر ہند بنام حضور وائسرائے میں ذکر ہے کہ دریائے ناریو کے محاذ پر دشمن نے کئی مسلسل خونریز مقابلے کئے اور آخر جرمن پیٹرو گراڈ ریلوے سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر اوسٹرو کی سڑک پر کچھ آگے بھی بڑھ گئے۔ اور سات تاریخ کو تمام محاذ پر بڑی سختی سے دھاوے کئے اور ان حملوں میں اپنی افواج کی کثیر جمعیت سے کام لیا۔ ایک جرمن خط کتابت سے پایا جاتا ہے کہ دشمن وینز کو کے جنوب میں دریائے بگ تک پہنچ گیا ہے اور اس نے مقام سیروک پر بھی قبضہ کر لیا ہے جو ناریو اور بگ دونو دریاؤں کا مقام اتصال ہے۔ اور کہ دریائے وسچولا اور بگ کے درمیان نوو جیور جیوسک کے دو بیرونی قلعے بھی اسکے تصرف میں آگئے ہیں۔ نہایت جان توڑ کر مقابلے ہو رہے ہیں۔ دشمن مشرقی بگ کی جانب بڑھ رہا ہے اور ولاڈ میر وولنسکی کے نواح تک پہنچ گیا ہے۔ چند مقامات پر توپخانہ کی لڑائی بھی ہو چکی ہے +

مغربی محاذ کے متعلق فرنچ اطلاع مظہر ہے کہ علاقہ ارگون میں نہایت شدید حملے ہوئے۔ اور غنیم فرنچ خندقوں کے ایک حصہ پر قدم جمانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ مگر فوراً پسپا کر دیا گیا۔ سوائے تیس میل محاذ کے ووگیس میں بھی سخت خونریز حملہ ہوا تھا جو پسپا کیا گیا +

اطالین محاذ کی طرف سے کسی اہم تبدیلی کی اطلاع حال میں موصول نہیں ہوئی۔ اطالویوں کی رفتار ترقی اسوقت ذرا سست بیان کی جاتی ہے۔ البتہ کارسو کے سطح مرتفع پر انھوں نے غنیم کے ایک جوابی حملہ کو پسپا کیا۔ آسٹرویوں نے ہندنوں میں اس بات کی کوشش کی کہ اطالوی لائینوں کے محاذ میں کسی طرح تار کے ایسے جنگلے لگا سکیں جو بوقت ضرورت قابل نقل مکان ہوں

بار بروسہ نام ترکی جنگی جہاز ایک ترکی مراسلہ کے بموجب دشمن کی آبدوز کشتی نے غرق کر دیا ہے۔ گو اہل جہاز بیشتر حصہ بچا لئے گئے لیکن اسی مراسلہ میں جہاز مذکور کی غرقابی و نقصان پر بہت اظہار افسوس کیا گیا ہے

روسی محاربات کے متعلق تازہ تار خبر ہے کہ غنیم نے پچھلے ہفتہ کو کوونو کی قلعہ بندیوں پر از سر نو حملے شروع کر دیئے اور اتوار کو تمام دن بھاری بھاری توپوں سے شدید گولہ باری کرتا رہا جن میں بعض سب سے زیادہ وزنی بھی ہیں۔ روسیوں کے بڑھے ہوئے مورچوں کے خلاف دشمن کے حملے نہایت جان توڑ تھے +

کوونو کے مغربی محاذ میں جرمنوں کے تمام حملے جو اتوار کی شب کو ہوئے بنقصان کثیر پسپا کئے گئے۔ دشمن کی گولہ باری کا ہمارے توپخانہ نے بڑے زور سے جواب دیا۔ روسیوں نے غنیم کی آگے بڑھی ہوئی گارد کو کئی دیہات سے بھگا دیا۔ اور اسکو سخت نقصان اُٹھانا پڑا۔ اس کے کچھ قیدی بھی ہاتھ آئے۔ اتوار کو متفرق حملے بھی جہاں تہاں ہوتے رہے + وارسا کے شمال و جنوب میں اسوقت عقبی افواج کے درمیان بڑی بھاری لڑائی ہو رہی ہے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۵۔ اگست ۱۹۱۵ء

جناب پوپ اور صلح کی اپیل

تقدس مآب" پاپائے روم نے جو مذہبی حیثیت سے مسیحی دنیا میں بڑی ممتاز و محترم شخصیت رکھتے ہیں۔ اپنے سرکاری اخبار میں سالگرہٴ اعلانِ جنگ کی تقریب پر جو ۴ ماہ رواں کو تھی شرکاءِ جنگ کے نام ایک چٹھی شائع کرکے اسمیں فریقین سے درخواست کی ہے۔ کہ ایک دوسرے کو تباہ کرنے کی خواہش سے باز آجائیں۔ اور اس خیال کو چھوڑ دیں۔ کہ موجودہ بربادی بخش و فضیحت خیز نزاع کا تصفیہ معرکہ آرائی کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اس اپیل میں اس امر پر بھی زور دیا گیا ہے۔ کہ قومیں ذلتیں سہکر اور ظلم برداشت کرکے بھی مر نہیں جایا کرتیں۔ بلکہ انتقام لینے کی تیاری کرتی رہتی ہیں۔ اور یہ نفرت و عداوت اور کینہ توزی و انتقام کشی کے خیالات ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتے رہتے ہیں تازہ پیغامات برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ جو وجہ اپیل میں صلح کے متعلق پیش کی گئی ہے برطانیہ کلان میں اسے کوئی نہیں پوچھتا۔ بلکہ اپیل میں یہ جو لکھا ہے۔ کہ سب طاقتیں اس جنگ کی یکساں ذمہ دار ہیں۔ بے ناراضگی کے ساتھ غلط قرار دیا گیا ہے اور برٹش نیشن کی عام رائے یہ ہے۔ کہ جب تک آئندہ کے لئے ایسے خطرات کا سدباب نہو جائے۔ اسوقت تک صلح ہرگز نہیں ہونی چاہیئے

بادی النظر میں کہہ سکتے ہیں کہ اہل برطانیہ کو اس صلح کی تجویز پر خوشی سے خیر مقدم کرنا چاہیئے تھا تاکہ اس تباہی خیز لڑائی کا خاتمہ ہوکر امن وامان قائم ہو جاتا۔ لیکن صلح کے متعلق جو رائے انہوں نے ظاہر کی ہے۔ دراصل وہ بالکل درست اور نہایت قابل غور ہے۔ کیونکہ اگر نتائج کو نظر انداز کرکے صلح کی جائے۔ تو ایسی صلح صحیح معنوں میں کبھی صلح نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ دیرپا ہو سکتی ہے اور جب تک ان وجوہ و اسباب کا قلع و قمع نہ کیا جائے۔ جو لڑائی کے محرک ہوتے ہیں۔ اسوقت تک صلح کا کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے ایک خون اور پیپ بھرے ہوئے پھوڑے کے منہ کو کسی چیز سے بند کر دینا۔ جو ایک نہ ایک دن ضرور پھوٹیگا۔ اور پہلے کی نسبت بہت زیادہ زور سے پھوٹکر اور بھی سوا جسم کو خراب کریگا۔ پس اہل انگلستان نے مجوزہ صلح کے متعلق جو اظہار رائے کیا ہے وہ نہایت دانشوری و دور اندیشی پر مبنی ہے۔

اسلام جو انسانی زندگی میں پیش آنے والے تمام معاملات و ضروریات کے متعلق مناسب ہدایات دیتا اور ایک نہایت حکیمانہ و کامل دستور العمل پیش کرتا ہے وہ اپنے پیروؤں کو کسی معاملہ و زندگی کے متعلق تاریکی میں نہیں رکھتا چنانچہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق بھی اس کا آئین محکم و بلیغ جو دنیا بھر میں ایک ہی حادی و جامع شریعت ہے یوں بیان فرماتا ہے۔ کہ "الفتنۃ اشد من القتل" یعنی فتنہ و فساد قتل اور خونریزی سے بھی سخت تر فعل ہے اس کے دور کرنے کے لئے اگر ارتکاب قتل بھی کرنا پڑے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ مفسد اور فتنہ انگیز شریروں کو قتل کر دینے کے بعد جو امن وامان قائم ہوتا ہے۔ وہ ان کو زندہ چھوڑ دینے یا ان کے ساتھ صلح اور آشتی کی گول مول کارروائی کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ ایک اور جگہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔ الفتنۃ اکبر من القتل یعنی فتنہ و فساد خونریزی سے بھی بڑھکر ہے چونکہ دنیا میں امن اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جبکہ فتنہ دور ہو جائے لہذا اس کے رفعداد کے لئے لڑائی اور جنگ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ کبھی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اسلام کا ظہور اسی غرض سے ہُوا۔ کہ دنیا میں کشت و خون کی گرم بازاری سرد پڑ جائے۔ سلامتی اور امن و عافیت کا دور دورہ ہو افراد انسانی آپس میں محبت اور حسن سلوک سے رہیں۔ فسق و فجور دور ہو اور تمام افعال شنیعہ کافور۔ غرض کسی قسم کی برائی دنیا کے پردہ پر باقی نہ رہے۔ لیکن اسلامی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ ان پاک اور بابرکت اغراض کی خاطر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر مصائب و مشکلات پیش آئیں اس عظیم الشان اور خدا تعالےٰ کے برگزیدہ انسان نے ہر ممکن طریق سے اپنے مخالفین کی دلداری کی۔ اور ہر طرح سے سمجھایا۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ کچھ اثر پذیر ہوتے الٹے اپنی شرارت اور فتنہ انگیزی میں بڑھتے گئے حتیٰ کہ ان کی شرارت و ایذا دہی حد سے تجاوز کر گئی۔ اور سوائے اس کے کوئی چارہ نہ رہا کہ جس طرح وہ حملہ کرتے تھے۔ اسی طرح ان کا مقابلہ کیا جائے۔ تو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی لڑنے کی اجازت دیدی۔ اور اس اجازت کے ساتھ یہ حکم ہُوا کہ "فاقتلوھم حتیٰ لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظٰلمین"۔ کہ ان مفسدوں اور شریروں سے لڑنے کی تمکو اجازت ہوگئی ہے پس تم ان سے یہاں تک لڑو کہ فساد نہ رہے۔ اور خدا کا حکم پورا پورا چلے یعنی تمہیں کامل مذہبی آزادی حاصل ہو جائے۔ پھر اگر وہ شر اور فساد سے باز آجائیں تو ان پر کسی طرح کی زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ زیادتی ظالموں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ یہاں خدا تعالیٰ نے صاف طور پر بتا دیا ہے۔ کہ جب کسی دشمن سے لڑائی چھڑ جائے تو پھر اسے اس وقت تک ختم نہیں کرنا چاہیئے۔ جب تک یہ یقین نہ ہو جائے۔ کہ آئندہ یہ فتنہ و فساد نہ کریگا۔ پس دنیا میں امن وامان قائم ہونیکا اس کے سوا اور کوئی طریق ہو نہیں سکتا۔ کہ فتنہ کو جڑ ہی سے کاٹا جائے تمام اسلامی جنگوں میں یہی ارشاد الٰہی مسلمانوں کے مدنظر ہوتا تھا۔ اسی لئے چند سالوں کے اندر جہاں جہاں اسلام پھیلا وہاں ایسا امن ہوگیا۔ کہ ابتدائے آفرینش سے کبھی دنیا کو نصیب نہ ہُوا تھا۔ مدبران برطانیہ نے غالباً اسی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے پوپ آف روم کی تحریک صلح کو قبل از وقت سمجھا اور ناقابل التفات قرار دیا ہے اور اسی لئے ہم سمجھتے ہیں کہ اس صلح کی سلسلہ

الاخبار والآراء

مسلمانوں کی عبرتناک حالت

مسلمانان ہند کی مذہبی حالت جس درجہ گر گئی ہے۔ وہ ہر ایک دردمند اسلام کو خون رلانے کے لئے کافی ہے اور زیادہ تر افسوسناک بات یہ ہے۔ کہ مسلمان ان آسمانی سرزنشوں اور تنبیہوں کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ جو ان کی شامت اعمال سے ظہور میں آتی ہیں۔ اور بجائے اپنی اصلاح حال کرنے کے الٹا انہیں دل لگی کا مشغلہ بناتے ہیں۔ چنانچہ آج کل جبکہ بارش کی سخت ضرورت ہے۔ اور چاہیئے کہ لوگ خدا تعالے کے حضور کمال تضرع اور عاجزی سے دعائیں کریں۔ تا کہ باران رحمت نازل ہو۔ لاہور کے مسلمانوں نے پانی برسانے کی جو ترکیب نکالی ہے۔ وہ ہمارے خیال کی تائید کرتی ہے۔ اس کی کیفیت پیسہ اخبار اس طرح بیان کرتا ہے کہ ۷۔ اگست کو ۱۲ بجے دن کے حویلی کابلی مل کے متصل ایک بڑا بھاری جلوس نکالا گیا۔ کچھ آدمی منہ کالا کر کے گدھوں پر سوار تھے۔ آگے انگریزی باجا بجتا جاتا تھا جلوس کے ہمراہ گانے والے ڈھولکیاں لئے ہوئے تھے کئی لوگ بیل گاڑیوں پر منہ کالا کر کے سوار تھے اور بیہودہ گیت گاتے اور شور و غل مچاتے تھے۔ ساتھ ہی بہت سی بیل گاڑیاں دیگیں اور چاولوں کی دیگوں سے لدی ہوئی تھیں کئی سقے ہجوم کو پانی پلانے کے لئے ہمراہ تھے اور بہت سے حقے بھی ساتھ تھے۔ جن پر پھولوں کے ہار لٹکائے ہوئے تھے۔ جلوس شہر سے پھر کر دریائے راوی پر پہنچا۔ اور وہاں بہت سی فضول حرکات کی گئیں رمضان مبارک کا مہینہ اور بارش کے لئے مسلمانوں کا اس قسم کا جلوس اسبات کا صاف اور کھلا ثبوت ہے کہ مسلمان جہاں خدا تعالیٰ کو بھلا چکے ہیں۔ وہاں اپنی حالت اور جان کو بھی بھول گئے ہیں۔ کیونکہ اگر انہوں نے خلاف شرع شرمناک افعال کر کے اپنے مذہب کی توہین کی ہے۔ تو ساتھ ہی اپنے منہ کالے کر کے انسانیت کے درجہ سے گرنے کا بھی ثبوت دیدیا ہے کیا کوئی اس بات پر غور کریگا۔ کہ کیوں انکی یہ حالت ہوگئی ہے۔ خدا تعالے نے ایسے ہی لوگوں کی نسبت فرمایا ہے

لاتکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم

کہ وہ لوگ جو فسق و فجور میں پڑ کر اللہ کو بھلا دیتے ہیں یعنی اس کے احکام کو نہیں مانتے۔ وہ اپنی جانوں کو بھی بھول جاتے ہیں ان میں خودداری اور پاس ناموس کا مادہ باقی نہیں رہتا وہ ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو انہیں دوسروں کی نظروں میں ذلیل اور رسوا کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ ایسی حرکات کو اپنے لئے مفید ہی سمجھتے ہیں بعینہ یہی حالت مسلمانوں کی ہے۔ منہ کالا کر کے شہر میں چکر لگانا۔ بے ہودہ بکواس بکنا۔ گالیاں نکالنا ماہ رمضان میں کھانے پینے اور حقہ نوشی کا خاص اہتمام کرنا ان کے نزدیک کوئی عیب نہیں۔ بلکہ ایسے فعل ہیں جن سے خدا تعالے راضی ہو کر مینہ برساتا اور دنیا کو نہال کر دیتا ہے کاش یہ لوگ اپنے نیک و بد میں تمیز کرنیکا شعور رکھتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو جاتے جسے خدا تعالے نے دنیا میں اس امت کی اصلاح کے لئے ہی مبعوث فرمایا اور بفضلہ تعالے جس جماعت نے آپؑ کی غلامی اختیار کی وہ اس قسم کی لغویات و مکروہات سے پاک ہوگئی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک *

وید کے منتر فہم سے بالاتر

آریہ صاحبان ویدوں کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے انمیں اصول و قواعد بیان کر دیئے گئے ہیں۔ نیز ان میں وہ علوم درج ہیں۔ جو اور کسی مذہب کی کتاب میں نہیں۔ آریوں کے ان دعاوی کے متعلق غیر مذاہب والوں کا ہمیشہ یہ مطالبہ رہا ہے۔ کہ ویدوں کی زبان سنسکرت چونکہ صفحہ دنیا سے محو ہو چکی ہے اور کوئی ایسا ملک نہیں جہاں اب یہ بولی جاتی ہو۔ حتیٰ کہ ان کے ماننے والوں میں بھی اس زبان کے واقف شاذ ہی نظر آتے ہیں۔ اس لئے آپ ویدوں کا ترجمہ شائع کر دیں۔ تاکہ دوسرے لوگ ان کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں۔ لیکن افسوس کہ آریہ صاحبان کو آج تک اس کی جرأت نہیں ہوئی کہ اس جائز مطالبہ کو پورا کرتے۔ اسی وجہ سے ویدوں کا سمجھ میں نہ آنا ضرب المثل ہو گیا ہے۔ اور صرف غیر مذاہب والوں کے نزدیک ہی نہیں۔ بلکہ آریہ سماجی بھی اس مثل کا استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ آریہ گزٹ مورخہ ۲۹ جولائی صفحہ ۱۱ پر ایک مشہور آریہ ڈاکٹر جمنا داس صاحب اسسٹنٹ سرجن نے اپنے ایک سلسلہ مضمون بعنوان "آریہ سماجیو اگر زندہ رہنا چاہتے ہو" الخ میں طبی ہدایات دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "اکھاڑہ کھود لو۔ ورزش شروع کر دو۔ ہدایات خود بخود آ جائینگی۔ اکھاڑے کی ورزش وید کے منتر نہیں ہیں۔ جو سمجھ میں نہ آسکیں گے" اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آریہ صاحبان بھی اب ماننے جاتے ہیں۔ کہ ویدوں کا سمجھنا غیر ممکن ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ جس کتاب کی عبارت ہی کسی کی سمجھ میں نہ آتی ہو وہ کہاں تک اپنے پیرووں کی راہنمائی کا حق ادا کر سکتی ہے؟

آریہ کمار سبھا روپڑ کا سالانہ جلسہ

آریہ کمار سبھا روپڑ کے جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے امرت کے سخت نویس اڈیٹر صاحب نے مفصلہ ذیل الفاظ مسلمانوں کے ساتھ مباحثہ کے متعلق لکھے ہیں "مسلمانوں کی طرف سے بحث کیلئے کہا گیا مگر شرائط وغیرہ کے طے نہ ہونیکی وجہ سے مباحثہ نہ ہو سکا"

یہ الفاظ صداقت سے اسی قدر معرا ہیں جس قدر آریہ سماج روحانیت سے خالی ہے۔ بات اصل یہ ہے کہ آریہ کمار سبھا کے کارپردازوں کی طرف سے مسلمانوں کو مباحثہ کا چیلنج تھا اور ۲ گھنٹہ یومیہ وقت دینا منظور کر لیا تھا جسکی تحریری شہادت موجود ہے لیکن یہ قرارداد اسوقت تک تھی جبتک کہ قادیانی مبلغ روپڑ نہ پہنچے تھے جونہی احمدیوں کے ورود کی خبر سبھا کے پنڈال میں پہونچی۔ وہیں آریہ مناظرین اور مقررین کی مصلحت دید اس شکل میں تبدیل ہوگئی کہ اپنی تحریروں کے خلاف مباحثہ سے صاف انکار کر دیں ورنہ ہمارے مبلغین تو خدا کے فضل سے ہر طرح تیار تھے اور شرائط طے کرنیکے لئے آریہ سبھا کے قائمقام کو بھی مدعو کیا تھا پس امرت کی عبارت اصل میں یوں ہونی چاہیئے "آریہ کمار سبھا کے چیلنج کے جواب میں مسلمانوں نے احمدی مبلغین کو بذریعہ تار بلایا ان کی آمد سے قبل تو آریہ کمار سبھا مباحثہ کیلئے تیار تھی مگر ان کے ورود پر صاف انکار کر دیا اور باوجود متواتر تقاضا کرنے کے صدائے برنخاست" *

مسافر آگرہ کی تنقید قرآن پر ایک نظر

مسافر آگرہ نے بعنوان "خدائی معجزہ" آیت الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون پر بہت کچھ جرح کی اور اسپر لکھ لکھ کر اعتراض کئے ہیں افسوس اگر وہ قرآن کریم کے محاورات سے واقف ہوتا تو اس قدر مشکلات میں نہ پڑتا اور ایسے لغو بیہودہ اعتراضات نہ کرتا میں ناظرین کرام کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ مسافر آگرہ کی محض ناواقفی [illegible]می اور کم فہمی کا نتیجہ ہے. پہلا اعتراض یہ کیا گیا ہے "امام سدی کا قول ہے کہ شہر واسط کے گرد دان نامی ایک قریہ ہے اس میں طاعون شروع ہوئی جس میں بہت سے باشندے مرگئے اور بعض سلامت بھی رہے دوسرے سال پھر طاعون شروع ہوئی سب گاؤں والے جو قریب آٹھ ہزار تھے گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے تو خدا نے لوگوں پر ایسا منتر پڑھا کہ سب مرگئے پھر زندہ ہو گئے۔

اول معترض سے میرا یہ سوال ہے کہ جو باتیں قرآن کریم میں موجود نہیں ہیں انکو کیوں قرآن کریم کیطرف منسوب کیا جاتا ہے. تفاسیر کے قصے ہمارے لئے قابل تسلیم نہیں اس لئے کہ وہ قرآن کریم میں سے نہیں ہیں بلکہ مفسرین کے اپنے فہم اور عقل کی ایجادیں ہیں پس جو بات قرآن کریم سے نہیں وہ قابل سند بھی نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر زبان۔ ہر قوم۔ ہر ملک۔ اور ہر مذہبی کتاب کی کچھ اصطلاحات ہوتی ہیں جن کے استعمال کرنے سے انسان غلطی پر نہیں ہوتا اور اس قسم کے محاورات قابل اعتراض نہیں ہوتے. چنانچہ ایسے محاورات ہم اپنی روزانہ گفتگو میں بھی استعمال کرتے ہیں. مثلاً یہ کہتے کہ فلاں قوم اب مرگئی. یا یوں کہتے ہیں کہ فلاں قوم میں اب نئی روح پھونکی گئی ہے. میں انشاء اللہ العزیز ابھی آپکے تحریر سے ہی بتادونگا کہ آپ خود ایسے محاورات اپنی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں اسیطرح اسلام کی اصطلاح میں چار قسم کی موت حیات ہے. اول حقیقی ہے جس کی نسبت قرآن کریم میں آتا ہے ھو الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔ دوم حیات قومی جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے اذا دعاکم لما یحییکم سوم جو بادشاہوں کی طرف منسوب کیجاتی ہو جیسے انا احیی و امیت. چہارم. جو زمین کی ویرانگی اور آبادی کے متعلق استعمال ہوتی ہو جیسے یحی الارض بعد موتھا۔

اب ہمکو قرآن کریم سے یہ دیکھنا ہے کہ وہ کونسی قوم تھی جو اپنے گھروں سے نکلی اور موت سے ڈرتی تھی خدا نے انکو مار کر پھر زندہ کیا. ہمیں اس کا ثبوت قرآن کریم ہی سے ملتا ہے خدا تعالیٰ سورہ مائدہ میں فرماتا ہے یقوم ادخلوا الارض المقدسة التی جعل اللہ لکم ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین الخ۔

یعنی اے قوم داخل ہو جاؤ مقدس زمین میں جسکو خدا نے تمہارے لئے لکھدیا ہے اور پھر نہ جاؤ (خدا اور رسول کے حکم سے) ورنہ تم گھاٹا پاؤ گے اس آیت کریمہ کو دیکھکر انسان سمجھ جاتا ہے کہ وہ کونسی قوم تھی جو فاتح ہونیکے لئے موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ نکلی تھی وہ بنی اسرائیل تھے جو بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے ہٹے جسکا مفصل ذکر سورۃ مائدہ رکوع ۴ میں ہے۔

اب حذر الموت والا جملہ غور طلب ہے. لیکن قرآن کریم پر غور کرنے سے یہ ایت بھی صاف ہو جاتی ہے اور اس میں ذرہ بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی. اس بات کو بھی خدا تعالیٰ نے سورۃ مائدہ میں بالکل صاف کر دیا ہے اور آیت کو پڑھنے سے فوراً اسباب کا پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی ہی قوم تھی جو موت سے ڈری اور نہایت بزدل نکلی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم انہیں جواب دیتی ہوئی یہ کہتی ہے. یموسیٰ ان فیھا قوما جبارین وانا لن ندخلھا حتی یخرجوا منھا فان یخرجوا منھا فانا داخلون. الخ یعنی اے موسیٰ اس ملک میں بڑی زبردست قوم رہتی ہے اور ہم اس میں داخل نہیں ہونگے جب تک کہ وہ نہ نکل جائے اور جب وہ اس سے نکل جائیگی تو ہم داخل ہو جائینگے

پھر دوسری ایت انکے جواب میں یہی بیان کرتی ہے کہ یموسیٰ انا لن ندخلھا ابداً ما داموا فیھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون. اے موسیٰ ہم اس میں کبھی داخل نہیں ہونگے جب تک کہ وہ اس میں ہیں پس تو اور تیرا رب جا کر ان سے لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔

اب ان دونوں آیتوں کو دیکھنے سے بہت تھوڑی سی سمجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ بنی اسرائیل موت سے ڈرتے تھے اور اپنے مخالفین سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔

پھر آیت کا تیسرا حصہ یہ ہے کہ فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم یعنی خدا نے انکو مارا اور پھر زندہ کیا اب سورہ مائدہ کی آیات پر غور کرنے سے ان کی قومی حیات ممات ثابت ہوتی ہے سب سے اول تو یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ شریعت اسلام میں جو شخص مرتد ہو جاتا ہے وہ مردہ سمجھا جاتا ہے اور قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ بنی اسرائیل ہی تھے جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے حکم کی نافرمانی کی اور مرتد ہوئے تھے اور نہ صرف مرتد ہوئے بلکہ ساتھ ہی گستاخی اور بے ادبی کے مرتکب بھی ہوئے۔ **دوم** نبی اور رسول کو ماننے والے اور ان کے ساتھ ہم نوا ہونیوالے اور ان کی کامل اتباع کرنیوالے زندہ کہلاتے ہیں اور انہیں میں قومی زندگی اور روحانیت سمجھی جاتی ہے. اور ان کے مخالف کفار اور مرتد مردہ سمجھے جاتے ہیں کیونکہ وہ ان کی پکار کا جواب نہیں دیتے اس کا ثبوت بھی قرآن کریم سے ہی ملتا ہے۔ سورہ انفال میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے. یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم. اے مومنو جب خدا اور اس کا رسول تمکو زندہ کرنے کے لئے بلائے تو اس کی پکار کا جواب دو پس قرآن کریم کی اصطلاح میں نبی کے پکارنے پر جواب دینے والے زندہ قرار دیئے گئے ہیں اور نہ دینے والے مردہ. چونکہ بنی اسرائیل نے بھی موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی اور لا ترتدوا علی ادبارکم کے خلاف کیا تو فتنقلبوا خاسرین کے مصداق ہو گئے پھر ان میں وہ قومی ترقی اور وہ جوش نہ رہا جو نبی کی مطیع اور فرمانبردار جماعت میں ہوا کرتا ہے. اور ان پر فانھا محرمة علیھم اربعین سنة یتیھون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین کی لعنت پڑ گئی اور یہی ان کی موت تھی کہ چالیس برس تک وہ ذلیل وخوار رہے کسی ملک کے حاکم نہ ہوئے اور ان میں اس گستاخی اور ارتداد کی وجہ سے روحانیت مذہبی

پس ثابت ہوا کہ جو خدا کے انبیا کی آواز کے ہم نوا نہیں ہوتے وہ مردہ سمجھے جاتے ہیں اور جو ان کی آواز کا جواب

دیتے ہیں وہ زندہ قرار دیئے جاتے ہیں پھر خدا تعالےٰ نے انکو زندہ کیا اور اس زندگی کو قرآن میں ہی بتایا گیا ہے یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العالمین کہ اے بنی اسرائیل ہمنے تم پر انعام کیا اور تم کو اس وقت دنیا پر فضیلت دی۔ پس یہی انعام ان کی زندگی تھی اور یہی زندگی انبیاء اور رسل دینے آتے ہیں جس کی تائید آیت استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم کرتی ہے پھر ہم قومی موت وحیات کا ثبوت آریہ لٹریچر سے ہی دیتے ہیں کاش معترض اپنی زبان کے محاورات سے ہی واقف ہوتا اور ضد اور تعصب کی وجہ سے اعتراض نہ کرتا اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر ہی دیکھتا تو کبھی اسلام کی صداقت پر اعتراض نہ کرتا۔ دیکھئے آریوں کا مشہور و معروف اخبار پرکاش مورخہ ۲۷ جون ۱۹۱۵ء زیر عنوان

"کیا آریہ سماج زندہ ہے اگر زندہ ہے تو کیا اس چال چلنے سے زندہ رہیگا"، ایک مضمون لکھتا ہے۔

اب میں معترض سے پوچھتا ہوں (۱) کہ یہاں کونسی زندگی مراد ہے۔ (۲) اگر آریہ سماج اس چال پر نہ چلا تو اس پر کونسی موت وارد ہو کر خدائی معجزہ ظاہر ہوگا پھر اسی تاریخ کے اس اخبار کے صلا میں یہ عبارت درج ہے

"آج کل یہ سوال کہ آریہ سماج مر رہا ہے یا مر گیا ہے بہت دلوں سے اٹھایا جا رہا ہے بہت سے لوگوں کا چاہے وہ اس سماج کے حامی ہوں یا دشمن یہ خیال ہو رہا ہے کہ آریہ سماج مر گیا ہے یا مر رہا ہے ان لوگوں میں سے میں بھی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آریہ سماج مر رہا ہے اگر اس کے بچانیوالا کوئی پیدا نہوا تو مر جاوے گا"

اس کے متعلق میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ (۱) اگر آریہ سماج مر گیا ہے تو کس کے سامنے اور کب۔ (ب) اگر آریہ سماج مر رہا ہے تو کس طرح من حیث الافراد تو سب مر رہے ہیں۔ صرف آریہ سماج پر اس موت کو کیوں خاص کیا گیا ہے۔ اور اگر من حیث القوم مر رہا ہے تو پھر قرآن کریم پر کیسا اعتراض۔ قرآن بھی تو یہی کہتا ہے کہ وہ قوم اسی طرح مر گئی جس طرح آپکی قوم (بقول آپ کے) مر گئی ہے یا مر رہی ہے۔

(۳) پرکاش کا یہ لکھنا کہ "اگر اس کے بچانیوالا کوئی پیدا نہوا تو مر جاویگی"، ثابت کرتا ہے۔ کہ مردہ یا قریب بمرگ قوموں کو بچانیوالے پیدا ہوا کرتے ہیں۔ قرآن شریف بھی تو یہی کہتا ہے۔ کہ اس قوم کو بچانیوالا موسیٰ علیہ السلام کا وجود تھا چونکہ انہوں نے ایک نبی کی گستاخی کی تھی۔ اس لئے وہ اس قابل نہ رہے تھے کہ بچائے جاتے۔ پس ان پر ایک وقت موت وارد رہی۔ پھر اس حوالہ میں آگے لکھتا ہے

"سوال دیگر پیدا ہوتا ہے کہ اس کے مرنے کا باعث کیا ہے اس کے ممبر ہوتے ہیں"

(۱) جس طرح آپکے ممبر قوم کے مرنے کا باعث ہو رہے ہیں اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ممبر ایک نبی کی گستاخی اور بے ادبی کیوجہ سے قوم کے مرنیکا باعث ہوئے اور یہی موت اور زندگی وہاں پہ مراد ہے نہ کہ موت حقیقی یعنی جسمانی۔ پھر معترض کہتا ہے۔

"وہ لوگ جو طاعون کے خوف سے بھاگ گئے تھے انکو خدا نے بلاوجہ بلا سبب بلا قصور آن میں فنا کر دیا۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ ان پر خدائی سکہ قائم ہو سکے"۔

سوال۔ آپکے پرمیشور نے کیوں بلاوجہ بلا سبب بلا قصور مکتی یافتہ مخلوق کو مکتی خانہ سے نکالکر تناسخ کے چکر میں ڈالدیا۔ کیا یہ ظلم صرف اس لئے روا نہیں رکھا گیا۔ کہ اگر روحوں کو ابدی مکتی دیدیگئی تو سارا سلسلہ عالم درہم برہم ہو جائیگا۔ اور ابدی مکتی دینے سے رفتہ رفتہ سب روحیں ہاتھ سے نکل جائینگی اور پرمیشر ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ رہیگا۔ کیا یہ تعلیم عقل اور فطرت کے مطابق ہے۔

پھر معترض کہتا ہے۔

"لیکن باایں ہمہ یہ سب باتیں درست ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ آخر بعد کے لوگوں نے ایسا کیا گناہ کیا ہے کہ آج خدا انکو اپنے اس قسم کے معجزوں سے محروم رکھے"، مہاشے جی یاد رکھو خدا تعالےٰ تو ہر زمانہ میں اپنی مخلوق کو معجزے دکھاتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ عظیم الشان معجزے دکھائے۔ مگر افسوس کہ فائدہ انہیں لوگوں نے اٹھایا جنکے دل حق کے قبول کرنے کے لئے تیار اور ضد و تعصب سے پاک تھے۔

کیا پنڈت لیکھرام صاحب کی موت حضرت مسیح موعود کا ایک بڑا معجزہ اور کرامت نہیں۔ ضرور ہے۔ تو بتلائیے کہ کیا خدا نے آپکو ایسے معجزوں اور کرامتوں سے محروم رکھا

وما علینا الا البلاغ المبین

(خاکسار عبید اللہ وزیر آبادی)

حقیقۃ النبوۃ کا اثر

میرے آقا! میں حضور کا خادم ہوں اور میں حضور کے مقدس باپ حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دامن نبوت کو کئی بار چھو چکا ہوں۔

میرے آقا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل مولانا نور الدین اعظم کے انتقال کے بعد خدا گواہ ہے کہ میں نے کبھی لغزش نہیں کھائی بلکہ میری روح آہنی ستون کی طرح اپنے اسی عقیدہ پر قائم رہی کہ میرا آقا محمود جو تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا ہے یہ خدا تعالیٰ کے زبردست ارادہ کا نتیجہ ہے۔

میرے آقا منکرین خلافت کی طرف سے مجھے کئی دفعہ ٹریکٹ وغیرہ پہونچتے رہے ہیں۔ لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی آج تک میری روح نے ان بیہودہ دلائل سے اطمینان نہیں پایا اور خدا گواہ ہے کہ میرے قلب پر ایک نفرت پیدا ہو گئی ہے جو کبھی محو نہیں ہو سکتی۔

میرے آقا آج پہلا موقع ہے کہ میں اپنے آقا حضرت محمود کے لکھی ہوئی حقیقۃ النبوت دیکھ رہا ہوں۔ وہ کیا ہے درحقیقت دریائے معرفت ہے یا پیارے محمود کے قلب کا آئینہ ہے وہ کیا ہے وہ فی الحقیقت حضرت سیدنا محمود کے سچے درد کی عکسی تصویر ہے وہ کیا ہے منکرین خلافت کے لئے ایک جامع اور زبردست حجت ہے جس کا جواب قیامت تک نہیں ہو سکتا ہے وہ حضرت خلیفہ ثانی فضل عمر کے

علمی خزانہ کا ایک دریا ہے جو نبوت کے تاثیرات سے لبریز ہو کر بہہ رہا ہے۔

میرے آقا میرا خدا گواہ اور آگاہ ہے کہ جب میں نے حقیقۃ النبوۃ کے چند صفحوں تک دیکھ لیا تو میرے نظر میں معاً منکرین خلافت کے تمام تار و پود ٹوٹ گئے اور میں نے افسوس کیا کہ آج منکرین خلافت کے چند رکن اپنی وہ عزت کھو چکے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہو کر انہوں نے حاصل کی تھی۔ افسوس۔

میرے آقا "حقیقت نبوت پر سرسری نظر" لکھنے والا تو اپنے طرز تحریر میں ایسا گرا ہے کہ وہ کبھی نہیں اٹھ سکتا اور جس دریدہ دہنی سے اس نے حضور کو مخاطب کیا ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ اس بے ادبی کا جوابدہ ہوگا اور جن بودے دلائل سے اس نے حقیقت کی دیوار کو گرانے کی کوشش کی ہے وہ ایسے بیہودہ اور سرتاپا غلط واقعات ہیں جنکو ادنے کلاس کا بچہ بھی خفیف نظر سے دیکھے گا۔

میرے آقا میں نے تو سرسری نظر کو پڑھکر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اب منکرین خلافت کے پاس کوئی دلیل نہیں رہی اور محض وہ کاغذ سیاہ کر رہے ہیں اور ان کے فہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشا مبارک اور خدا تعالیٰ کی وحی کو سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے اور بالکل مسخ ہو چکے ہیں اور سرسری نظر کا مولف جب بعض مقامات پر فخریہ لہجہ اختیار کرتا ہے تو میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ کیوں اتنا فخر کرتا ہے اس نے تو انصاف اور دیانت کے پہلو کو چھوڑ دیا ہے اور بالکل تاریکی کا پہلو لے رہا ہے ✦

عاجز خادم احمد یار۔

فضل خدا ہو رہا ہے

بڑا آج فضل خدا ہو رہا ہے ۔ کہ بستان دین پر فضا ہو رہا ہے
لگایا وہ گلشن مسیح زمان نے ۔ کہ جس پر زمانہ فدا ہو رہا ہے
بنایا خیابان نور دینؓ اس کا پہلا ۔ جسے آج وصل خدا ہو رہا ہے
دیکھیں خدائے مسیح زمان کا ۔ ہمیشہ سے وعدہ وفا ہو رہا ہے
کیا دوسرا اس نے مالی ہے قائم ۔ اولوالعزم جلوہ نما ہو رہا ہے
گلستان احمدؐ میں ہے ایسی رونق ۔ کہ ہر گل پہ بلبل فدا ہو رہا ہے

عجب ہے تماشا بہت خوش ہے منظر ۔ ہر اک شادمتی علی ہو رہا ہے
محبت جو رکھتا ہے مالی سے اسکے ۔ وہ محبوب ذات خدا ہو رہا ہے
جو رکھتا ہے بغض و عناد اس سے دل میں ۔ عیاں اس پہ قہر خدا ہو رہا ہے
وہ فضل خدا سے ہے محروم ہر دم ۔ جہاں میں تجمل جا بجا ہو رہا ہے
کرے صدق دل سے وہ اگر بیعت ۔ بلا میں وہ کیوں مبتلا ہو رہا ہے
رہیگا کبھی وہ نہ امن و اماں میں ۔ جو مولیٰ سے اپنے جدا ہو رہا ہے
الٰہی بحق رسول امین اب ۔ مٹا دے جو محشر بپا ہو رہا ہے

تیرے در پہ یارب یہ سالک ہے نالان
بچا لے کہ جور و جفا ہو رہا ہے

الراقم۔ حافظ محمد نور الدین۔ سالک۔ از سرینگر۔

دعوت الی الخیر

انگلستان میں

ہمارے مکرم بھائی چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے احمدی مشنری اسلام مقیم انگلستان کی تازہ چٹھی مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۱۵ء سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے جمعہ کو ایک بین الاقوامی مجلس موسومہ "انٹرنیشنل سوسائٹی" میں قرآن شریف پر آپکا لیکچر تھا جس میں بفضلہ تعالیٰ بہت کامیابی ہوئی اس سوسائٹی کا سکرٹری زبان عربی و عبری کا بڑا عالم ہے۔ اس نے اہتمام کیا ہے کہ لیکچر مذکور چھپ جائے تیار ہونے پر اس لیکچر کی اشاعت مختلف اطراف میں کی جائیگی اور سوسائٹی موصوفہ کے ماہوار رسالہ میں بھی چھاپا جائے گا۔

چوہدری صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ "کل لندن میں ایک اور جگہ لیکچر ہے اس سوسائٹی کا نام High Thought circle (عالی خیال حلقہ احباب) ہے اس کا سب انتظام خواتین یورپ کے ہاتھ میں ہے۔ عورتیں ہی زیادہ تر اس کی ممبر ہیں وہی اس میں دلچسپی لیتی ہیں۔ مجوزہ لیکچر کا عنوان انہوں نے True Spirit of Islam یعنی حقیقی روح اسلام تجویز کیا ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ماہ اگست میں یہ سب مجالس بند ہو جاتی ہیں۔ اس واسطے بہت سا وقت فرصت نکل آئیگا۔ اس وقت کو بیرونجات کی ملاقاتوں میں گزارنے کا ارادہ

ہے۔ خصوصاً فوکسٹن میں جہاں کثیر التعداد لوگوں سے واقفیت پیدا ہو گئی ہے اور بار بار ملنے سے انپر بفضل خدا بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ ✦

فرانس میں

ٹیچنگز آف اسلام کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں تیار ہو چکا ہے بلکہ پریس میں چھپنے کو بھی دیا جا چکا ہے فالحمد للہ علی ذالک چوہدری صاحب لکھتے ہیں کہ جن جن لوگوں کو یہ ترجمہ دکھایا گیا ان کی رائے میں ترجمہ ماشاء اللہ بہت اچھا ہوا ہے ثم الحمد للہ علے احسانہ۔ فرانس میں جو احمدی احباب مقیم ہیں۔ ان کی طرف سے اس کار خیر میں ۲۲ پونڈ چندہ وصول ہو چکا ہے۔ جزاہم اللہ لیکن کل خرچ کم از کم ۳۰ پونڈ اندازہ کیا گیا ہے۔ باقی بھی انشاء اللہ جلدی ہی پورا ہو جائیگا علاوہ ترجمہ ٹیچنگز آف اسلام کے فی الحال ایک مختصر ٹریکٹ موسومہ Prophecies that men should know پیشگوئیاں جنکا لوگوں کو علم ہونا چاہیئے کا ترجمہ بھی فرنچ زبان میں شائع ہونا ضروری سمجھا گیا ہے چنانچہ اخویم منشی عبدالکریم صاحب کی تحریک پر اس کی دو ہزار کاپی چوہدری صاحب موصوف نے چھپوا کر فرانس بھیجی ہیں۔ امید ہے جو کچھ خرچ ہوگا وہ بھی فرانس

(بقیہ ایڈیٹوریل)

سیلون کا بلوہ اور سزائیں

ہز ایکسلنسی گورنر سیلون نے ۲۰ اگست کو مجلس واضع قوانین سیلون کے سامنے جو معنی خیز تقریر کی وہ سلطنت برطانیہ کے عدل و انصاف کی ایک مزید شہادت اور ملکۃ البحار کے ارباب حل و عقد کی اعلیٰ سیاست اور تدبر کا ثبوت ہے۔ آپ نے فرمایا "سنہالی بدھ بلوائیوں نے ۲۸ مئی کو امن پسند مسلمانوں پر حملہ کیا۔ بلوہ کانڈی سے شروع ہو کر پانچ صوبوں میں پھیل گیا۔ مسلمانوں کی جائداد لٹ گئی۔ ان کے گھر اور دوکانیں تباہ کیگئیں اور خود انکو زخمی کیا گیا۔ انکی ناموس پر حملہ ہوا اور ان کے آدمی قتل کئے گئے بلوہ کے آغاز اور بلوائیوں کا ذکر کرنے کے بعد ہز اکسلنسی نے مفصلہ ذیل انسدادی تدابیر پر روشنی ڈالی اور فرمایا مجرموں کو باقاعدہ طور پر مناسب اور سخت سزائیں دیجا رہی ہیں نقصانات کا اندازہ لگانے کے لئے خاص کمشنر مقرر کر دیئے گئے ہیں جو ہر ضلع و علاقہ کا دورہ کر کے

مالی نقصانات کا تخمینہ پیش کرینگے اور ان نقصانات پر سرکار کے خرچ کا جو انسدادی تدابیر پر ہوا ہے اضافہ کیا جائیگا اور بلوائیوں کے دیہات پر تقسیم کرکے ان سے وصول کی جائینگی۔ جو دیہات خود بخود رقم تاوان ادا کر دیں۔ ان کے لئے بہتر ہے ورنہ سرکار خود وصول کریگی"۔

ہز اکسلنسی کی اس تقریر کو ہم نے نہایت طمانیت کیساتھ دیکھا اور بوجہ اس تعلق کے جو ہماری جماعت (احمدیہ) کو سیلون کے ساتھ ہے۔ ہم ہز اکسلنسی گورنر سیلون کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہمیں امید ہے ہمارے بھائی مسٹر اکبر صاحب سکنہ کانڈل کے قاتل بھی اپنے کیفر کردار کو پہونچینگے اور ہماری جماعت کے افراد کا جو نقصان ہوا ہے اسکی بھی تلافی کردی جائیگی۔ سیلون کی احمدی جماعت نے خدا کے فضل سے اس موقعہ پر وہی کرد کھایا جو انکے امام ہمام کا ارشاد ہے اور جسکی موجودہ خلافت کی طرف سے بھی ہر وقت تاکید ہے۔ چنانچہ مسٹر سی۔ ایچ سنارا سکرٹری انجمن احمدیہ سیلون ہیوا ئینڈ محافظان ہیڈ میں بطور والنٹیر داخل ہیں ۔